انگلش میڈیم اسکول

مولانا عزیز الرحمٰن
استاذ حدیث دار العلوم کراچی

تعلیم ہمارے ملک کا اہم ترین مسئلہ ہے لیکن یہ مسئلہ روزِ اول سے ہی ہماری اجتماعی بے بسی کا شکار رہا ہے اور قومی زندگی کے اس خشت اوّل کو جس قدر اہمیت دینی چاہیے تھی، یہ اہمیت اس کو ابھی تک نہیں دی جا سکی، یوں تو مختلف ادوار میں تعلیمی پالیسیاں بھی بنتی رہی ہیں، وفاقی اور صوبائی ہر سطح پر وزارتیں بھی موجود ہیں اور تعلیم کے مختلف شعبہ جات سے متعلقہ بہت سے ادارے بھی قائم ہیں، جہاں ملکی خزانے سے ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد کو بھاری بھاری معاوضے بھی ملتے ہیں، لیکن نہ تو تعلیم کی شرح بڑھ رہی ہے اور نہ معیار بہتر ہو رہا ہے، تعلیمی قابلیت تشویش ناک حد تک رو بتنزل ہے، دورانِ تعلیم مدرسین اور طلبہ کی لاپرواہی، امتحان کے دوران نقل کی وبا، نمبرات وسندات کے معاملے میں طرح طرح کی بدعنوانیاں، تعلیمی اداروں کی فضاء میں گروہی سیاست، صوبائی ولسانی عصبیت اور بداخلاقی و بے راہ روی وہ تباہ کن امراض ہیں، جو ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں اور جن کے ہوتے ہوئے صحت مند ذہن اور اچھی قابلیت کا حامل طالب علم تیار ہوتا ہوا نظر نہیں آتا، یہ بڑا المیہ ہے کہ کسی بھی تعلیمی مرحلے کے سرٹیفکیٹ یا ڈگری پر یہ اطمینان نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا حامل واقعی طور پر مطلوبہ صلاحیت رکھتا ہے، جب بھی مختلف مواقع پر ایسے افراد کا جائزہ لیا گیا کوئی حوصلہ افزاء نتیجہ سامنے نہیں آیا، الا ماشاء اللہ۔

اس سال دار العلوم کے بعض تعلیمی شعبہ جات میں عصری مضامین کی تدریس کے لئے اساتذہ کی ضرورت تھی، اہل افراد کی تلاش میں مختلف حلقوں سے بھی رابطہ کیا گیا اور کراچی کے دو کثیر الاشاعت اردو اور انگریزی روزناموں میں اس ضرورت کے لئے اشتہار بھی دیا گیا، لیکن انٹرویو کے لئے جب بہت سے آنے والوں کا عملی جائزہ لیا گیا تو ہر طرح کی سندات رکھنے کے باوجود ان میں سے صرف چار افراد ایسے تھے جن کی سندات ان کی صلاحیت کی عکاسی کرتی تھیں، جب کہ اس منصب کے لئے معقول تنخواہ کی پیشکش کا بھی اعلان کیا گیا تھا، ایسا لگتا ہے کہ پورا نظام تعلیم ابتری کا شکار ہے۔

ملک میں تعلیم کو فروغ دینے کے لئے پچھلے دو عشروں میں بہت سے تعلیمی ادارے قائم ہوئے ہیں، ان میں سے بعض ادارے تو وہ ہیں جن کے منتظمین کوئی کاروباری مقصد نہیں رکھتے بلکہ یہ بیڑا انہوں نے ملک وقوم کی خیر خواہی میں اٹھایا ہے، ان کی شبانہ روز کوشش ہے کہ قوم کے بچے مناسب تربیتی ماحول میں دینی فرائض وواجبات کی تعلیم حاصل کر کے باعمل مسلمان بنیں اور رائج الوقت عصری مضامین پر بھی ان کو پوری طرح دسترس حاصل ہو، وہ صرف کاغذی سند کے حامل نہ ہو، بلکہ معنوی صلاحیت سے بھی سرشار ہوں، لیکن افسوس! کہ اس طرح کے قابل تحسین جذبے کے تحت قائم ہونے والے ادارے بہت کم ہیں، دوسری قسم کے ادارے وہ ہیں جن میں دینی تعلیم کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے، اور وہاں سے فارغ ہونے والا

طالب علم کم از کم عصری مضامین کی حد تک ''تہی دست'' بھی نہیں ہوتا، لیکن تعلیم کے طویل دورانیہ میں اس کو دینی معلومات سے بیگانہ رکھنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بطور مسلمان، اس کو اپنے فرائض وواجبات کا بھی کوئی علم نہیں ہوتا، اور انجام کار یہ تعلیم اس کو لادین اور مادہ پرست بنادیتی ہے جس کے ملک وملت کے حق میں، اچھے نتائج برآمد نہیں ہوتے۔

اس طرح کے اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے بچے، بالعموم متمول گھرانوں کے بچے ہوتے ہیں، اس لئے کہ ہزاروں روپے ماہانہ فیس ادا کرنا غریب اور متوسط طبقے کے لئے ممکن نہیں ہے، خوشحال گھرانوں کے یہ بچے گھر اور اسکو کے مخصوص ماحول میں پل بڑھ کر اپنے آپ کو بالائی طبقہ کے افراد سمجھنے لگتے ہیں اور ان خود پسند افراد کو جب فراغت کے بعد کوئی ذمہ دارانہ منصب مل جاتا ہے تو عوام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، نتیجتاً ان اداروں کی تعلیم ملک میں مفاہمت اور خدمت کا پاکیزہ ماحول پیدا کرنے کے بجائے طبقاتی تضاد اور متکبرانہ ذہنیت کا ذریعہ بنتی ہے، ظاہر بات ہے کہ قومی سطح پر اس صورتحال کے نقصانات محتاج بیان نہیں ہیں۔

لیکن سب سے زیادہ خطرات، محلہ محلہ اور شہر شہر قائم ہونے والے ان اسکولوں کی طرف سے ہیں جو انگلش میڈیم اسکول کہلاتے ہیں، ان اسکولوں میں بالعموم بچوں کو نرسری اور کے جی کے ہی مراحل سے خالص مادہ پرستانہ اور لادینی تعلیم فراہم کی جاتی ہے، انگریزی زبان کے شوق میں مسلمان والدین دھڑا دھڑ اپنے بچوں کو بھاری فیسیں دے کر، ان اسکولوں میں بھیجتے ہیں، لیکن اس طرح کے اسکولوں میں بچوں کو صرف انگریزی زبان کی ہی نہیں بلکہ مغربی تہذیب وثقافت، بے حیائی وبے باکی، جنسی بے راہ روی، یہاں تک کہ کافرانہ خیالات ونظریات کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔

نرسری سے لے کر آٹھویں جماعت تک کا نصاب، ان اداروں کا اپنا مرتب کردہ نصاب ہوتا ہے جو زیادہ تر مغربی مصنفین اور باہر سے درآمد کردہ، مطبوعہ کتب پر مشتمل ہوتا ہے، انتظامیہ کو اس کا قطعاً کوئی شعور یا ذمہ داری کا کوئی احساس نہیں ہوتا کہ بچے کیا سیکھ رہے ہیں اور ان مضامین سے ان کے دین وایمان پر کیا چوٹیں پڑ رہی ہیں۔ وہ اپنی دانست میں کامیاب ہیں کہ انہوں نے کسی انگریز مصنف کی لکھی ہوئی اور خوشنما کتاب بچوں کے دل ودماغ میں اتار دی وہ بچوں کا انگلش ڈائیلاگ سن سن کر جھوم جاتے ہیں، لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ان جملوں میں بھرا ہوا زہر کس قدر قاتلانہ اثرات رکھتا ہے، نہ والدین کو اس صورتحال کی کوئی پرواہ ہے، نہ ان اداروں کے منتظمین کو اور نہ قومی سطح پر ارباب اقتدار کو، اس کا یہ نتیجہ ہے کہ قومی زندگی تعلیمی لحاظ سے یکسانیت اور طے شدہ نصب العین سے عاری ہے، بلکہ ان متضاد طریقہ ہائے تعلیم کی وجہ سے انتشار اور طبقاتی تفاوت کا شکار ہے، ظاہر ہے کہ ایسے میں قومی تشخص کیوں کر وجود میں آسکتا ہے۔

حال ہی میں ایک کرم فرمانے ہمیں بعض انگلش میڈیم اسکولوں میں رائج، انگریزی کتابوں میں سے کچھ اقتباسات بھیجے ہیں، جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قوم کے بچوں کو کس کس طرح، انگریزی معیارِ تعلیم کے نام پر آوارہ اور کافرانہ خیالات وعقائد کا خوگر بنایا جارہا ہے۔ یہ چند مثالیں محدود تلاش ومطالعے کا نتیجہ ہیں، اگر پورے ملک کی سطح پر وسیع انداز میں اس طرح کی کتابوں کا جائزہ لیا جائے تو نہیں کہا جاسکتا کہ کیا کچھ سامنے آئے گا، چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

۱- جماعت ششم کی ایک انگریزی کتاب New Blue میں ایک سبق ہے جس میں ماں اپنی بیٹی سے کہہ رہی

ہے کہ ''تم ابھی اتنی چھوٹی ہو کہ تم اپنا بوائے فرینڈ نہیں بنا سکتی''۔

۲- جماعت ہفتم میں تاریخ کی ایک کتاب The Oxford History Project Book میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا ہوا دکھایا گیا ہے، اور لکھا ہے کہ ۳۳ء کو یسوع کو گرفتار کیا گیا۔ اسے یہودی مذہب کے خلاف پر چار کرنے کا مجرم قرار دیا گیا اور پھانسی کی سزا دی گئی، اس طریقے سے رومی لوگ خطرناک مجرموں کو سزا دیا کرتے تھے، ان مجرموں کو صلیب پر کیل لگا کر پیوست کر دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ وہ مرجاتے''۔

۳- مڈل کی ایک کتاب میں بہت سے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی فرضی تصاویر دی گئی ہیں۔

۴- ایک کتاب میں ایک جگہ ماں اور بچے کا مکالمہ درج ہے اور ماں اس سے کہہ رہی ہے کہ مجھے چار ماہ کا حمل ہے۔

۵- اسی طرح کی ایک کتاب میں، ایک طویل پیراگراف ہے، جو مارٹن (لڑکا) اور سوزن (لڑکی) سے متعلق ہے اور پیراگراف کے بعد کچھ اس طرح کے مشقی سوالات ہیں:

☆ لڑکیوں کو ۱۲ سال کی عمر میں بوائے فرینڈز رکھنا چاہیے؟ اگر ایسا ہے تو کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟ ☆ تم جنس مخالف کے ساتھ سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہوئے کیا محسوس کرو گے؟ کیا تم شرماؤ گے...... کیوں؟ ☆ تم نے مارٹن اور سوزن کی طرح کا کھیل کھیلا ہے؟ ☆ بوائے فرینڈ رکھنے پر سوزن کی ماں کے ردعمل سے متعلق تم کیا توقع رکھتے تھے؟

آکسفورڈ پریس کی کتابوں میں اسی طرح کا مواد ہوتا ہے اور انگلش میڈیم اسکولوں کے اندھے منتظمین یہ کفر مسلمانوں کے بچوں کو پڑھا پڑھا کر ان کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں، جماعت ششم کے لئے اسی طرح کی ایک درآمد شدہ کتاب میں تین خداؤں کا اور ان کے آپس میں مشاورت کا بیان ہے، معاذ اللہ...... جگہ جگہ فرضی تصاویر سے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ یہ تصاویر فرشتوں کی، خدا کی اور انبیاء کی تصاویر ہیں، ان برآمد شدہ کتابوں میں اسی طرح کی بیہودہ بے سروپا اور گمراہ کن خرافات بکثرت ملتی ہیں اور ان کے ذریعہ اسلامی عقائد کے ناقابل فہم اور مضحکہ خیز ہونے کا بھی تاثر دیا جاتا ہے۔

اس طرح کے شرمناک اور کافرانہ مواد پر مشتمل کتابیں اسلامی ملک پاکستان کے اسکولوں میں پوری ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے داخل نصاب ہیں اور ان کے ذریعہ کافرانہ عقائد، کافرانہ خیالات اور کافرانہ تہذیب کا پرچار کیا جاتا ہے، شرعی نقطہ نظر سے ان اسکولوں کے منتظمین کی یہ حرکت ارتداد کے زمرے میں آتی ہے، جس سے نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے...... انگریزی زبان سکھانا الگ معاملہ ہے لیکن اس کے پیرایہ میں کفر، بے حیائی اور بیہودگی کے جراثیم پھیلانا بدترین مجرمانہ حرکت ہے۔ ان اسکولوں میں ٹیبلوشوز کے نام سے، نیز ثقافت اور آرٹ کے ناموں سے ایسے ایسے مظاہرے بھی کئے جاتے ہیں جن سے مسلمانوں کے نوخیز بچے، بے حیائی، موسیقی اور رقص وسرور کے دلدادہ اور مغربی تہذیب کے خوگر بنتے ہیں، اور اس طرح بطور پاکستانی اور بطور مسلمان ان کی شناخت گم ہوجاتی ہے۔

ان بچوں کے والدین کیوں اس قدر ان اسکولوں کے دلدادہ ہیں اور کیوں ان کی آنکھیں بند ہیں، ان کے بچوں کے اخلاقی اور دینی بگاڑ کی ذمہ داری جہاں ان اسکولوں پر عائد ہوتی ہے، وہاں والدین بھی اس وبال میں برابر کے شریک ہیں، انہیں بہت گہرائی سے اس کا جائزہ لینا چاہیے کہ ان بچوں کو کیا سکھایا جارہا ہے۔

☆☆......☆☆